Journal of Research (Urdu)

JOURNAL OF RESEARCH (URDU)

ISSN (Print): 1726-9067, ISSN (Online):1816-3424
Volume No. 39, Issue No.02

JOURNAL'S PROFILE

Journal of Research (Urdu) is a bi-annual "Y" category journal approved by Higher Education Commission of Pakistan.
It started in 2001 from Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan). At that time, it was owned by the Faculty of Languages & Islamic Studies. Later in 2008, Higher Education Commission of Pakistan recognized it as a research journal of Urdu in Category "Z". Since then, it is owned by the Department of Urdu, BZU, Multan. In 2014, it was upgraded and accepted for Category "Y".

CONTACT

Dr. Muhammad Khawar Nawazish
Editor, Journal of Research
Department of Urdu, BZU Multan-60800

MOBILE:
+92 300 9561745

WEBSITE:
https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

EMAIL:
jorurdu@bzu.edu.pk
khawarnawazish@bzu.edu.pk

ADDRESS

Office of the Journal of Research (Urdu), Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University, Multan

TITLE OF THE PAPER

جدید بلوچی شاعری: ایک جائزہ

AUTHOR(S)

*Dr. Zahid Hussain Dashti
Department of Balochi
University of Balochistan, Quetta

**Durdana
Assistant Professor, Department of History
Govt. Girls Degree College, Satellite Town, Quetta

CONTACT
Zahiddashti29@gmail.com

HISTORY OF THE PAPER

Received on: 27-03-2023
Accepted on: 27-12-2023
Published on: 31-12-2023

DETAIL(S)

Volume No. 39, Issue No. 02, Page No: 78-89
Publisher:
Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University
Multan (Pakistan)-60800

LICENSE

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

COPYRIGHT

©The author(s) 2023. ©Journal of Research (Urdu) 2023.
This publication is an open access article.

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 39, Issue No. 2, December 2023

*ڈاکٹر زاہد حسین دشتی، **دردانہ

جدید بلوچی شاعری: ایک جائزہ

Modern Balochi Poetry: An Analysis

ABSTRACT

Poetry is an art through which one can best express one's ideas. Unlike other genres, its style and lexical choice attract the listeners and readers alike as poets, according to Plato, are divinely inspired. They arose the emotions and, thus, guides and teaches. Though Balochi classical poetry has a long history, its attraction and taste remain the same. On the other hand, modern Balochi poetry sprang in the early 1951 and yet produced leading poets as such: Basheer Bedar, Mubarik Qazi, Atta Shad, Syed Zahoor Shah Hashumi, Gul Khan Naseer and many others. These figures have exercised their genius in different poetic forms such as Sonnet, poems and Hhiko but Ghazal seems to the center of all, probably because it is a good tool to express the emotions while at a time attracting the listeners and readers of all ages. The present study is a snapshot of modern Balochi Poetry and its aims to explore its qualities under the short spell of 70 years.

KEYWORDS

Modern, Change, Book, Balochi, Poetry, Sonnet, Poem, Language, Literature

زندوں کے لئے یہ جہاں رنگ و روشنی کا آئینہ ہے
مردوں کے لئے شب و روز دونوں ایک جیسے ہیں
ظلمت پرستوں کے لئے دن ہے بے معنی شب ہے بے مقصد
روشنی کے بیداروں کے لئے شب و روز ایک جیسے ہیں
عطا ہمارے ہاں بہرے اور کور چشموں کی فرمانروائی ہے
کس کو کہوں، کس کا نام لوں، شب و روز دونوں ایک جیسے ہیں

(عطا شاد)

عطا شاد کی اس شاعری کے پس منظر میں اگر دیکھا جائے تو ماضی قدیم اور ماضی جدید میں بلوچی زبان و ادب کے حوالے سے جب کبھی تحریر اور تحقیق ہوئی تو اس حوالے سے بعض شعراء اور ادباء ایک دوسرے کے فن اور ہنر سے انکاری رہے۔ بلکہ آج کے دور میں بھی یہ چیز پائی جاتی ہے۔

اصل میں جہاں پر اجتماعی کوشش اور اجتماعی شرکت کا جن معاشروں میں فقدان ہو تو وہاں پر خود سری اور خود پرستی کا مادہ پنپتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اچھے اور برے کی تمیز باقی نہیں رہتی۔ جس نے کوئی کسی کے سفارش یا اپنے اثر ورسوخ سے اپنا نام بنایا تو سب اسے واہ! واہ! کہیں گے۔ جبکہ اسی زمانے اور دور میں کئی گوہر نایاب ایسے بھی ہیں جن کو اگر مواقع فراہم کی جائے تو وہ اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوالیتا ہے۔ اختلاف ہر معاشرے کے افراد اور ہر شعبے کے افراد کے اندر پایا جانا ایک فطری عمل ہے۔ مگر یہ اختلاف ذاتی نوعیت کے ہونے کے بجائے ادبی لحاظ سے تنقید ہو اور تنقید بھی برائے تعمیر ہونی چاہئے۔

دنیا کے اعلیٰ پائے کہ ادبی شہپاروں کے خالق بھی تنقید سے محفوظ نہیں رہے لیکن چونکہ ان کے کام پر تنقید برائے تعمیر تھی اس لئے انہوں نے اپنے کام کا ہر لمحہ جائزہ لے کر ایک اچھا ادب تخلیق کیا۔ بلوچستان میں بولی جانے والی دو بڑی زبانوں بلوچی اور براہوئی کی ادبی تخلیقات اور ادبی معیار کے حوالے سے کئی سوال اٹھ رہے ہیں۔ ان زبانوں کے لئے ادبی اداروں کے ہونے کے باوجود بعض بنیادی چیزوں میں شعرا اور ادبا کے درمیان اختلاف ہے۔

بہر حال اگر کسی بھی دور میں ایسی صورت نہ ہوتی تو عطا شاد کو مذکورہ بالا اشعار کہنے کی شاید ضرورت ہی پیش نہ آتی۔ مگر اب جب کہ عطا شاد کا دور بھی گزر گیا اور موجودہ دور اپنی نئی ضروریات اور مواقعوں کے ساتھ آج کے ادیب اور شعراء کو دعوت اصلاح دے رہا ہے۔

دوسری جانب جہاں آج ابلاغ کے بہت سے وسیلے پیدا ہو گئے وہاں جغرافیائی، سیاسی، ثقافتی اور دیگر حوالوں سے بھی آج کا لکھاری امتحان سے گزر رہا ہے۔ اس عالم کو بیان کرنے کے لئے شاعر نے کہا تھا:

تو نے ہمیشہ صلیب دار سے دوستی رکھی
دہر کے پل صراطوں پر عظمت کی داستاں لکھی
مگر افسوس ہے، صد افسوس ہے

کہ ہم اب تک کچھ نہیں سمجھے
کہتے ہیں کہ تو نے
غریبوں کے لئے معتبر ہونے کا شرف مانگا تھا
اپنی دھرتی پر اپنے فرزندوں کے لئے
جینے کا حق مانگا تھا
بہنوں کے لئے تو نے
مرادوں کی دعا کی تھی
تا کہ ان کے تقدس کی
کوئی بولی نہ لگ جائے (1)

اب ذرا ذکر بلوچی جدید ادب اور شعراء کے تذکروں کی طرف ہو تو بلوچی ادب کی تاریخ ہزاروں برسوں پر محیط ہے لیکن 1947ء کے بعد کے جدید دور میں بہت سے ایسے شعراء اور ادباء سامنے آئے جن کے شہ پاروں کے چرچے آج 21ویں صدی میں بھی کم نہیں پڑے۔ یقیناً اچھا اور معیاری ادب جہاں تخلیق ہوتا ہے وہ اُس معاشرے کی نیک بختی ہے اور لاکھ ستائش کے قابل وہ لکھاری ہوتے ہیں کہ جن کے تحریر کی وجہ سے افراد کی زندگی کے مسائل میں رہنے کے باوجود امید کی نئی کرن نظر آتی ہے اور وہ ایک نئے جذبے اور حوصلے کے ساتھ ایک مقصد کے تحت اپنی زندگی بسر کرنے لگتے ہیں۔

ان ادباء اور شعراء میں میر محمد سردار خان بلوچ، میر شیر محمد مری، سید ظہور شاہ ہاشمی، میر گل خان نصیر ،آزاد جمالدینی، مراد ساحر، عطا شاد، ملک طوقی، بشیر بیدار، اللہ بخش بزدار، مبارک قاضی، وغیرہ آج کے شعراء اور ادباء شامل ہیں۔ جبکہ بلوچی ادب کو درج ذیل اصناف میں تقسیم جا سکتا ہے۔ شاعری، تراجم، افسانوی ادب، ناول، ناولٹ، ڈرامہ، لوک ادب، مرثیہ نگاری، بچوں کا ادب، طنز و مزاح، تنقید و غیرہ وغیرہ۔

بلوچی ادب کے مزاج کے حوالے سے واحد بزدار اپنی کتاب میں تحریر کرتے ہیں:

''محبت اور مزاحمت'' بلوچی شاعری کی مرکزی روایت ہے جو ایک توانا مظہر کے طور پر بلوچی شاعری کی خمیر میں رچی بسی نظر آتی ہے۔ بلوچ سماج میں شاعری کا عمل لگاؤ کا عمل ہے۔ میر بیورگ کے بقول شاعری صرف بہادر لوگ ہی کر سکتے ہیں۔ اُن کے نزدیک بزدل آدمی نہ تو شاعری کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی جنگ لڑ سکتا ہے کیونکہ بزدل آدمی نہ تو سماج سے کوئی وابستگی رکھتا ہے اور نہ ہی اپنی ذات سے۔ جدید بلوچی شاعری بھی ''محبت اور مزاحمت'' کی اسی مرکزی روایت کے ارد گرد نہ صرف اپنے احساسات کا تانا بانا بنتی نظر آتی ہے بلکہ وسیع کائناتی تناظر کی حامل بھی ہے جہاں مقامیت کے دکھ کے اظہار سمیت عالمی کرب نمایاں ہے اور یہ کرب وابستگی کے بغیر ممکن نہیں ہے''۔(2)

دانا کہتے ہیں محبت اور مزاحمت زندگی کی علامت ہے۔ ہر دو کا یکجا ہونا مستحکم اور پائیدار معاشرے کے لئے ضروری ہے۔ محبت نہ ہونے کی صورت میں لوگ ایک دوسرے کے جانی دشمن بن جائیں گے اور جب مزاحمت نہ ہو گی تو طاقت کا یکطرفہ ہونا بھی لازمی ٹھہرتا ہے اس لئے ہر دو کا ہونا ایک دوسرے کے لئے اور انسانی معاشرے کے لئے ضروری ہے۔

''بلوچی شاعری اور عصری تقاضے'' کے عنوان سے نامور بلوچی ادیب اور براڈ کاسٹر غوث بخش صابر اپنی کتاب ''بلوچی زبان و ادب کی مختصر تاریخ'' میں حوالہ دے کر تحریر کرتے ہیں:

''بلوچی شاعری میں بہت بڑی تبدیلیاں آچکی ہیں۔ سب سے بڑی تبدیلی تو یہ ہے کہ ہمارا قدیم ڈکشن بدل چکا ہے۔ پہلے یہ رواج عام تھا کہ ہر کوئی فارسی تراکیب سے کام لیا کرتا۔ ایک تو پہلے زمانوں کے مقابلے میں زبان میں تبدیلی آچکی ہے۔ ہیئت بدلی ہے۔ شیئر کے مقابلے میں نظم اور غزل نے لی ہے۔ پہلے دو یا تین سو بندوں پر مشتمل نظمیں کہی جاتیں۔ ایک اور تبدیلی Contents میں نظر آتی ہے۔ قدیم دور میں عموماً دو ہی موضوع تھے ازم یا بزم۔ مگر جدید شاعری نے اس میدان میں توسیع کی ہے

مضامین میں جدت آچکی ہے۔فارم میں تبدیلی جیسے کہ سانیٹ، ہائیکو، آزاد شاعری وغیرہ۔ میرے خیال میں ہماری شاعری اور ترقی کرے گی۔ نئے اور نوجوان شاعر بہت اچھی شاعری کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی نوجوان شاعر ہماری شاعری کی آبرو رکھیں گے ۔"(3)

شاعری کی اصناف میں نظم وہ صنف ہے جس میں کسی ردیف و قافیے کی پابندی کے بغیر اور طویل مدعا بیان کیا جاسکتا ہے۔ نظم میں آزاد نظم، پابند نظم اور دیگر شامل ہیں۔ نظم کی مزید تشریح کو ہم واحد بزدار کے کتاب "فکر و فن" سے یہاں بیان کرتے ہیں۔اُن کا کہنا ہے کہ :

"آزاد نظم میں قافیہ کی پابندی نہیں ہوتی۔ لیکن وزن یا بحر کی پابندی موجود ہوتی ہے۔صرف ارکان کم یا بیش کر دیئے جاتے ہیں ۔ جس کے سبب بعض مصرعے چھوٹے اور بعض طویل ہوتے ہیں۔ کم و بیش یہی صورت بلوچی کلاسیکی نظم کی ہے۔ قدیم بلوچی "نظموں میں بندوں کی کوئی پابندی نہیں اور نہ ہی مصرعوں کا کوئی تعین۔ مصرعوں میں ایک قسم کا وزن ضرور ہوتا ہے۔ لیکن اس میں بھی ارکان یا ماتراؤں کی پابندی نہیں کی جاتی۔ایک ہی بند کسی مصرع میں کم اور کسی میں زیادہ ماترائیں معیوب نہیں سمجھی جاتی۔اکثریت سے مصرعے لمبے ہوتے ہیں۔ کیونکہ بلوچی شعر گانے کے لئے۔اس لئے لفظ "لے" یا "الحان" کا خیال رکھا جاتا ہے۔ بعض نظموں میں ردیف اور قافیے کی پابندی بھی کی جاتی ہے۔"(4)

جب بلوچی ادب میں نظم کا ذکر آیا ہے تو اس سلسلے میں سینکڑوں شعراء کی کتابوں میں نظم شامل ہیں۔ بلکہ بعض شعراء ایسے بھی ہیں جن کی خصوصی طور پر نظم پر مبنی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔اس سلسلے میں نمونے کے طور پر ایک نظم کو شامل تحریر کیا جارہا ہے:

"روچ کجادر فشگانت

کجادر فشگانت روچ

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 39, Issue No. 2, December 2023

اے تہار میمیءِ آسراکئے بگندیت

کہ شپ واہگانی تہاانت وبے آسرانت

وائے مئے زندءِ اے ترشکءِ اسءِ گواز!!! کہ زند

پہ ساہ گیبریں اگارانی باہوٹیءَ بے وس انت

اے ترشک کہ آچءُ نورءِ میارابہ دنت

اے ترشک کہ آچءُ نور؛ میارابہ دنت

اے ترشک کہ ازر تگیں زندءَ گروناکیں بچکندگ انت

اے ترشک کہ استال وماہانی گنجیں بن گپتگیں دوارارسیت، دپے دلءِ سیاہگءَ ہچ نیاریت

مئے تہار میمیءِ راپہ بنامیءِ بے گناہیں شگان

کجاں آزمانی ایرا ہتگیں جنت ئِ برتگ، بے در کتگ

کجا، آزمانی نیلیں زری

کجا، جنتانی زمیں توسیں نود

کجادرفشگائیں روچ

تومنی زردءِ الہاں، تئی ئیں دل ئِ گوانک

چووت شموشی ئِ بنگیج پہ یکی ئِ تلوسنت

کہ اے روچ مئے میابخیءَ بہ دانکی درفشگاانت

من کہ تئی دروشمءِ سحار پھلءِ تاک، نودءِ راہچانی ارزی

کتگ، ہچ نہ دیستگ تہار میمیءِ باہڑاں کپتگوں

منی نام سہراانت موج موج سرا

دورپابندیں تیابءِ منی کلہ نیست گوں

اے الماسی ئیں سرگی ئیں کتاراں

کئے انت اچ من وا بید

راستیءِ شیر کنی مناں زپتیں زہرانی سکرات؟
مہر، بنی آدم سنگسارانی ملامءِ رسینت
جار حقءِ نفس گیر کنت انگت پاہو
من کہ سیاہیں شپءِ رسشکءِ محرموں
روچ پجانیاریت منا
کجا در فشگاانت روچ؟

ترجمہ:

سورج کہاں چمک رہا ہے

اس تاریک بصری کا اختتام کون دیکھ لے
کہ تمناؤں کی رات تاریک ولا متناہی ہے
اور ہماری آگہی کے ذرہ بھر انگارے کی پہنچ کہاں تک پہنچ سکتی ہے
کہ زندگی خود نفس گیر سنگلاخوں کی امان میں بے بس ہے
یہ چنگاری بھی سورج کی دین ہے
یہی شرر آگ کو روشنی بخش دے
یہ چنگاری زندگی کی ازلی صبح نو کو ابدی مسکراہٹ دیتی ہے
یہی شرر چاند ستاروں کی آتش پذیر دنیا کو پہنچے
مگر ہمارے دل کی دنیا کی تاریکی کو کچھ نہ دے پائے
ہماری کور چشمی کو، بدنامی کے بے مطلب طعنے
کن آسمانوں کی اتری ہوئی جنت تک پہنچا چکے اور ہمیں دربدر کر دیا

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 39, Issue No. 2, December 2023

کہاں آسمانوں کی نیلگوں چاندی!
کہاں جنتوں کی ابر زمیں بار!
سورج کہاں چمک رہا ہے؟

تو میرے دل کی پکار اور میں ترے من کی آواز
جو خود فراموشی کے پندار میں وصل کو تڑپیں
اور یہ سورج ہمارے بیچ یوں تھکا تھکا چمکے
میں تیرے سراپا کو، پھول کی ہر پتی میں، صبحدم دیکھوں
اور ہلکے بادلوں میں تیرے عکس کو پوجوں
اور تاریکی میں سما جاؤں
میرا نام ہر موج دریا پر عیاں ہو
مگر دور ساحل پر میرا کوئی پیغام نہ پہنچے
ان الماس سرمئی کہسار کے سلسلوں میں
کون ہے میرے سوا ہویدا؟

صداقت کی شیرنی مجھے تلخی زہر کی جانکنی لگے
اور محبت انسان کو سنگ ساری کا مجرم بنا دے
نعرہ انا لحق اب بھی دار و رسن تک لے چلے
اور میں تاریک رات کی پہنائیوں کا پالا بنوں
(اس لئے) سورج مجھے نہ پہچان سکے
(میں پوچھوں) سورج کہاں چمک رہا ہے؟"(5)

بلوچی غزل:

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 39, Issue No. 2, December 2023

غزل میں خاص طور پر محبوب کی اداؤں، حسن اور دیگر صورتوں میں غزل میں طبع آزمائی کی جاتی ہے۔ غزل ہر زبان کے ادب میں شاعری کی سب سے مقبول صنف رہی ہے۔ غزل کے حوالے سے واحد بزدار اپنے کتاب میں تحریر کرتے ہیں۔

> ''نظم کے برعکس غزل کی روایت بلوچی شاعری میں موجود نہیں تھی۔ بلوچی ادب میں سب سے پہلے ایک مستعار صنف کی حیثیت سے غزل کی بنیاد رکھنے کی غیر شعوری کوشش کا سہرا ملنگ شاہ ہاشمی کے سر جاتا ہے۔ جنہوں نے 1922ء کے لگ بھگ غزل میں طبع آزمائی کی۔ گو کہ ملنگ شاہ ہاشمی کی شاعری کا بیشتر حصہ محفوظ نہ ہونے کی باعث امتداد زمانہ کی نذر ہو گیا۔ مگر وہ بجا طور پر بلوچی غزل کے پہلے شاعر ہیں جنہوں نے بلوچی ادب و سخن میں پہلی بار غزل کو نہ صرف متعارف کرایا بلکہ بلوچی شاعری میں غزل کی جڑوں کو پیوست کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔''(6)

مثال:

آس وتیءُ گھس وتی، سنگ وتیءُ سر وتی
زیمیں دلءَ کجا براں، تیر وتی جگر وتی
کینگءُ کستءِ جمبرانت، نپت شلیتءُ ہار کنت
وائے گدانءِ نشتگیں! گوات ئیءَ کنے سپر وتی
مولہءِ شجوءَ بگند، گیر آر، تلءُ تازیاں
چاکرءِ ہاریں گورمءَ ملتہ کاہ چو وتی
بیاپہ زمینءِ عاقبت، کوھیں سراں کناں قطار
دژمنءِ ہورءَ ماں سرءَ ہار کتہ ہنر وتی
دل کہ سُچ ایت اگاں عطا، شیر کنیں گال زہر بنت
ماتئ خیالءِ ساھگاں، مارا مہ لیک ''در'' وتی''(7)

(یا)

من کہ پھیری چھرغاں کاتغاں
من ہماں عرغونے گھرءُ گھٹاں
رتغاں پھل من منیری باغاں
شاخ،ءُانجیر حرزئی شمباں
سبزاں گوہمبوئیں برءُپنّاں
بازراں اے خیر کھن چیراں
چھڑتغاں کھوہی پھاشنوڈیواں
کوگ کہنئی وکوہ سری میدان
من ہماں باغ بانگوہ سایہ
دوست گوں وکانء گراں دیثا
گوں پرتگاں نر مغین پٹّاں
جان کھنت درزی دوت کغیں پوشاں
جھرمروبی چھو گنگفین رزاں
وابہ کھنت سردانی یَ دریجاں
پیالہ ماز کھورانی نصیبایاں
گندنواں کچوئے براں سندھئے
پکھنیں مئے میشاں پھوراگندئیَ
گواُنکھ جثون میریں دیروے حانا
شیداڑّوں پہ رب پروانا
روں او ''یاڈال''ءَدف یَ بانا

ماکہ نر شیری کمر بست کمت میاپہ بوکے رندا،
پھاز شپاذ اپہ آبلنہیں پھاذاں
ماپہ نیم راہانہ گرڑداناں
یاخدا امارا گو ''سملا'' میلئے ''(8)

غزل اور نظم اور دیگر شعری اصناف جدید دور میں کئی نئی صنفوں کے ساتھ شاعروں کو اپنے اظہار کا وسیلہ فراہم کیا ہے۔ قدیم شاعری میں لوک داستانیں اور لوک شاعری میں جو خصوصیات بلوچ معاشرے کی بیان گئی ہے انہی کو نئے زمانے کے آج کا سینئر اور نوجوان شاعر اپنی شاعری میں بیان کر رہے ہیں۔

اس تحریر کے ابتداء میں بعض جدید شعراء کا ذکر کیا گیا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہی وہ شعراء ہیں جنہوں نے بلوچی شاعری کی بلکہ ناموں کا یہ فہرست انتہائی طویل ہے۔ اس سلسلے میں جن شعراء کا نام شامل نہیں اُس کو ہماری کمزوری اور نالائقی سے تعبیر کیا جائے نہ کہ اس میں کسی بغض اور دیگر عوامل ہو۔

قدیم شعراء کی فہرست بھی طویل ہے۔ مگر دستیاب مواد سے ہم چند معتبر نام شامل کر رہے ہیں۔ جن میں شہہ مرید، بیبرگ، میران رند، جام درک، ملا فاضل رند، عزت پنجگوری، بالاچ، مہناز، غلام محمد بالاچانی، سیمک، رحم علی مری، توکلی مست، جمعہ کلوانی، تاجل، مولانا محمد فاضل درخانی، مولوی حضور بخش، سہنا بخش علی، محمد خان مری، قاضی نور محمد گنج آبوی، ملا بہرام، فقیر قیصر خان، فقیر فیضل، جواں سال اور دیگر:

پازلءِ شیر کنیں شعر انت تئی بالادءُ بدن
شاتءِ شر رنگیں ھیالاں ترا گوناپ کتگ

(یا)

من اگن درچکے اوں دے آس منی بالادئَ
بلے پہ نیتے ئَ کوہے بہ سُچیت چوش نہ بیت

نتائج:

معاشرے کی بہتر رہنمائی اور معاشرے کے افراد کو زندگی کے مختلف مواقعوں پر پیش آنے والے مسائل کی پیچیدگیوں کو سمجھنے والے ادیب اور لکھاری ہوتے ہیں جو اپنی تحریروں کے ذریعے معاشرے کو مذکورہ مسائل کے سنجیدہ یا غیر سنجیدہ ہونے کا پتہ دیتے ہیں۔ کسی بھی معاشرے کے ادب سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس معاشرے میں تعلیم، آگاہی اور اپنے روایات سے کس حد تک وابستگی ہے۔ کیونکہ معاشرے کے تمام عناصر کو بیان کرنے کی ذمہ داری ادیبوں پر بھی عائد ہوتی ہے۔ یا دوسری صورت میں معاشرے کے افراد چھوٹے، بڑے، خواتین اور مردوں کی تفریح کا سامان بھی مہیا کرتے ہیں۔ جو مختلف ریڈیو، ٹی وی، اسٹیج ڈراموں، ناول، افسانہ، ناولٹ، طنز و مزاح یا شاعری کے مختلف اصناف کی صورت میں سامنے لا سکتے ہیں۔

بلوچی ادب قدیم سے جدید تک اور ادب میں شاعری کی مختلف اصناف کے حوالے سے مختلف ادباءاور شعراءاپنا کام اور ذمہ داری بخوبی سرانجام دے رہے ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ دنیا میں ہونے والی مثبت تبدیلیوں کو اخذ کر کے اُن کو اپنی تحریروں کے ذریعے معاشرے میں تقسیم کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں کتابوں کی اشاعت، ریڈیو، ٹی وی مباحثوں، تقریبات اور مباحثے میں آنے والی نسل کو سونپ سکتے ہیں۔

حوالہ جات

1۔ واحد بزدار، فکر و فن، (کوئٹہ: بلوچی اکیڈمی، 2006ء)، ص144
2۔ واحد بزدار، جدید بلوچی شاعری کا آغاز وارتقاء، (کوئٹہ: بلوچی اکیڈمی، 2005ء)، ص112
3۔ غوث بخش صابر، بلوچی زبان وادب کی مختصر تاریخ، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، 1997ء)ص50-51
4۔ واحد بزدار، فکر و فن، ص62-63
5۔ حکیم بلوچ، شبیہ شاد، (کوئٹہ: قلات پبلشر، اشاعت دوئم، 2003ء)، ص153۔156
6۔ واحد بزدار، جدید بلوچی شاعری کا آغاز وارتقاء، ص110
7۔ اے آر داد، عبدالصبور، من پہ مرگ گار نباں، (کوئٹہ: جامعہ بلوچستان، 2015ء)، ص19-20
8۔ عبدالرحمن غور، نغمہ ءکوہسار، (کوئٹہ، بلوچی اکیڈمی، 2013ء)، ص146-147